۷۸۶

اقامت کے وقت مقتدی

کب کھڑے ہوں؟

از

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی الحاج محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

من جانب
جمعیۃ الطلبہ جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ
یو۔ پی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد۔ اقامت نماز کے وقت امام اور مقتدی کس وقت کھڑے ہوں شروع اقامت سے یا بعد میں مؤذن کے کسی خاص کلمہ پر، یہ ایک ایسا فروعی مسئلہ ہے کہ اس کی جانب میں گناہ نہیں۔ دونوں ہی طریقے شرعاً جائز ہیں۔ فرق اور اختلاف صرف اس میں ہے کہ افضل اور اولیٰ کون سا طریقہ ہے۔ اگر کچھ کراہت ہے تو وہ صرف اس صورت میں ہے کہ امام کے مسجد میں آنے سے پہلے اقامت شروع کر دیں اور مقتدی کھڑے ہو کر امام کے آنے کا انتظار کرتے رہیں۔ یہ صورت عموماً کہیں ہوتی نہیں۔ اور جو صورت عام طور پر پیش آ رہی ہے کہ امام بھی موجود مقتدی بھی اس میں شروع سے کھڑا ہو جانا بھی بغیر کسی کراہت یا اختلاف کے جائز ہے اور کچھ تاخیر سے کھڑا ہونا بھی کسی کے نزدیک مکروہ نہیں۔ اس مسئلہ کو بحث و مباحثہ اور باہمی جدال و جھگڑے کا ذریعہ بنا لینا کوئی کار خیر نہیں بلکہ باہمی جدال اور جھگڑے سے جو فساد پیدا ہو جاتے ہیں اس میں فریقین سخت گناہوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

ایک دوسرے کی توہین کرنے لگتے ہیں، باہمی منافرت پیدا ہو جاتی ہے۔
جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ رد کیا ہے
حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ
وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ۔ یعنی ایک مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے
حرام، اس کا خون بھی اس کا مال بھی، اس کی آبرو بھی۔ توہین اور سخت
کلامی میں ایک دوسرے کی آبرو پر حملہ ہوتا ہے جو از روئے حدیث مذکور
حرام ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ،
یعنی کسی مسلمان کو گالی دینا، برا کہنا فسق ہے۔" اب سمجھنے کی بات ہے کہ
ایک ادنیٰ وافضل پر عمل کرنے کے لئے اتنے حرام اور کبیرہ گناہوں کا
ارتکاب کیا دانشمندی ہے؟ خصوصاً اس زمانے میں کہ پورے
عالم اسلام کو صرف مسلمانوں کے باہمی تفرقہ نے تباہی کے کنارے پر
لگا دیا ہے، اس زمانے میں تو ایسے مسائل میں ہر مسلمان کو چاہیئے کہ
جس عالم بزرگ پر اعتماد ہو اس کے فتویٰ کے مطابق اپنے عمل میں
افضل کو تلاش کرکے اس پر عمل کرے۔ دوسرے اگر اس کے خلاف
عمل کرتے ہیں، بغیر کسی جھگڑے کے نرمی سے سمجھا دینے کا موقعہ ہو تو
سمجھا دے ورنہ اس کو اس کے طریقہ پر چھوڑ دے۔ مندرجہ
رسالہ سوال وجواب اب سے تیس سال پہلے دارالعلوم دیوبند میں

لکھا گیا تھا۔ چونکہ عوام یہاں بھی اس مسئلہ میں الجھتے رہتے ہیں اسلئے
مسئلہ کی پوری حقیقت واضح کرنے کے لئے اس کو کسی قدر اضافہ
وترمیم کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ مگر یہ پھر عرض ہے کہ اگر
سمجھ میں آجائے تو خود عمل کریں، دوستوں کو بتلادیں، جو لوگ
اس کے خلاف کریں اُن سے کوئی جھگڑے کی صورت ہرگز نہ بننے دیں۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

بندہ محمد شفیع دار العلوم کراچی
(پاکستان)

۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۲ھ

۷۸۶

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین

اِس مسئلے میں کہ بوقت قیام اِلی الجماعت، امام اور مقتدین کا ابتداء اقامت سے کھڑا ہونا مستحب ہے یا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر۔ اگر مقتدین بغیر امام یا مع الامام ابتداء اقامت سے کھڑے ہو جائیں تو کیا اُن کا یہ عمل کراہت میں داخل ہے اگر کراہت میں داخل ہے تو سیدنا فاروق اعظمؓ کا ابتداء اقامت سے کھڑے ہو کر صفوں کو استوار کرنا اور اس پر عمل کی تلقین کرنا کراہت کے خلاف ہے۔ اور اگر قیام من ابتداء الاقامت مکروہ نہیں تو حاشیہ طحاوی میں تحریر کردہ حکم کراہت قیام من ابتداء الاقامت کا کیا جواب ہے؟۔ مع حوالہ کتب بیان فرما کر تشفی بخشیں۔

بَیِّنُوا وَتُوجَرُوا۔

الجواب وباللہ التوفیق

سوال کے جواب میں پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تعامل کیا اور کس طرح رہا ہے۔ اسی کے سمجھنے سے سب سوالات کا خود بخود حل ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضؓ سے روایت ہے کہ :-

۱۔ کان بلال یؤذن اذا دحضت الشمس فلا یقیم حتی یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا خرج الامام اقام الصلوٰۃ۔

(مسلم، باب متی یقوم الناس فی الصلوٰۃ، صفحہ ۲۲۰ ج ۱)

حضرت بلال رضؓ اذان ظہر اس وقت دیتے تھے جب آفتاب کا زوال ہو جاتا پھر اقامت اس وقت تک نہ کہتے تھے جبتک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکان سے باہر نہ آجاتے، جب باہر تشریف لاتے تو نماز کی اقامت کہتے تھے۔

نیز صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ

۲۔ ان الصلوٰۃ کانت تقام لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیاخذ الناس مصافھم قبل ان یقوم النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقامہ۔

(مسلم صفحہ ۲۲۰ ج ۱)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امامت کیلئے نماز کھڑی کیجاتی تھی اور لوگ آپ کے کھڑے ہونے سے پہلے اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے لیتے تھے۔

۳۔ عن ابی ھریرۃ یقول اقیمت الصلوٰۃ فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان یخرج الینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

الحدیث (مسلم ص۲۲۰)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار نماز کھڑی کی گئی تھی ہم کھڑے ہوئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہماری طرف نکلنے سے پہلے ہی ہم نے صفیں درست کر لیں۔

۴۔ عن ابی قتادۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی۔ (بخاری باب متی یقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامۃ، وکذا اللک مسلم، فتح الباری ج ۲ ص۹۴)

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم کھڑے نہ ہو جب تک مجھے اپنی طرف آتا ہوا نہ دیکھ لو۔

۵۔ روی عبدالرزاق عن ابن جریج عن ابن شہاب ان الناس کانوا ساعۃ یقول المؤذن اللہ اکبر یقومون الی الصلوٰۃ فلا یأتی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم مقامہٗ حتی تعتدل الصفوف۔

ابن شہابؒ سے مروی ہے کہ جس وقت مؤذن اللہ اکبر کہتا تھا لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک صفیں درست ہو جاتی تھیں۔ (فتح الباری ص۹۵ ج ۲)

۶۔ عن عبداللہ بن اوفیؓ قال کان بلالؓ اذا قال قد قامت

الصلوۃ نہض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ذکرہ فی مجمع الزوائد عن مسند ق عبداللہ
حضرت عبداللہ بن اوفیٰ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ جب قد قامت الصلوٰۃ کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔

مسئلہ زیر بحث کے متعلق یہ چھ احادیث ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل اس مسئلے کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ ان میں پہلی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت بلالؓ کی عام عادت یہ تھی کہ حجرۂ شریفہ کی طرف نظر رکھتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے کہ آپ باہر تشریف لے آئے تو اقامت شروع کرتے تھے۔ زرقانی نے شرح مؤطا میں اور قاضی عیاض نے شرح شفاء میں اس حدیث کا یہی مفہوم لکھا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ "ان بلالا کان یراقب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاول مایراہ یشرع فی الاقامۃ قبل ان یراہ غالب الناس ثم اذا رأوہ قاموا فلا یقوم مقامہ حتی تعدل صفوفہم"۔ (زرقانی علی المؤطاء ص ۱۳۴ ج ۱)۔ حضرت بلالؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کا انتظار کرتے تھے اور آپ پر نظر پڑتے ہی اقامت شروع کر دیتے تھے اور ابھی آپ اکثر لوگوں کی نظروں کے سامنے نہ آنے پاتے تھے۔ پھر جب لوگ آپ کو دیکھتے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے اور صفیں درست ہونے سے پہلے اپنی جگہ نہیں کھڑے

ہوتے تھے۔ دوسری اور تیسری حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ صحابہؓ کرام کی عام عادت یہ تھی کہ جب مؤذن تکبیر شروع کرتا تو سب لوگ کھڑے ہوکر صفوف کی درستی کر لیتے تھے۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں تیسری حدیث کے جملہ فعدّلنا الصفوف پر فرمایا کہ اشارۃ الی انه هذه سنة معهودة عندهم وقد اجمع العلماء علی استحباب تعدیل الصفوف، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ ان کے نزدیک سنت ہے۔ اور علماء کا اجماع ہے کہ صفیں سیدھی کرنا مستحب ہے۔ چوتھی حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ حضرت بلالؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باہر تشریف لانے سے پہلے ہی اقامت شروع کر دی اور حسب دستور سب صحابہؓ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو گئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ دیر لگی تو آپ نے یہ ہدایت دی کہ میرے نکلنے سے پہلے کھڑے نہ ہوں۔ مقصد اس کا ظاہر ہے کہ لوگوں کو مشقت سے بچانے کے لئے فرمایا ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ لاتقوموا حتی ترونی یعنی اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ میں گھر سے باہر آگیا ہوں۔ اس لفظ سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ میرے باہر آجانیکے بعد کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ کما قال الزرقانی فی شرح المؤطاء انه نهی عن القیام قبل خروجه تسوغ له عند رؤیته ص ۱۳۳ ج ۱

پانچویں حدیث میں اصل عادت اور عام تعامل یہ معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضؓ اقامت اس وقت شروع کرتے جب دیکھ لیتے کہ آپؐ حُجرۂ شریفہ سے باہر تشریف لے آئے اور اقامت شروع ہوتے ہی حسب دستور صحابۂ کرام رضؓ کھڑے ہو کر صفوف کی درستی کر لیتے تھے۔

چھٹی حدیث سے ایک خاص صورت یہ بھی معلوم ہوئی کہ بعض اوقات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے ہی مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچتا تھا۔ اس سے ظاہر یہ ہے کہ عام صحابۂ کرام رضؓ بھی آپؐ کے ساتھ اُسی وقت کھڑے ہوتے ہوں گے۔

اِن سب روایات حدیث کے مجموعہ سے ایک بات قدر مشترک کے طور پر یہ ثابت ہوئی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہلے سے مسجد میں تشریف فرما نہ ہوتے بلکہ گھر میں سے تشریف لاتے تھے تو آپ کو دیکھتے ہی حضرت بلال رضؓ اقامت شروع کرتے اور صحابۂ کرام رضؓ شروع اقامت سے کھڑے ہو کر تعدیل صفوف کرتے تھے، آپؐ نے اس کو کبھی منع نہیں فرمایا۔ البتہ گھر میں سے باہر تشریف لانے سے پہلے اقامت کہنے اور لوگوں کے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے وہ بھی از روئے شفقت ممانعت تھی جسکو فقہاء کرام کی زبان میں مکروہ تنزیہی کہا جا سکتا ہے۔

تابع سنت خلفاء راشدین کا تعامل۔

۱
عن نعمان بن بشیرؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یسوی صفوفنا اذا قمنا الی الصلوٰۃ فاذا استوینا کبر۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست کرتے تھے اور جب ہم سیدھے ہو جاتے تو تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔

۲
روی عن عمرؓ انہ کان یوکل رجالاً باقامۃ الصفوف فلا یکبر حتی یخبر ان الصفوف قد استوت۔ (اخرجہ الترمذی وقال وروی عن علی وعثمان انھما کانا یتعاھدان ذالک)۔ یہ دونوں حدیثیں نیل الاوتار کی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے صفیں درست کرنے کیلئے لوگ متعین کر دیئے تھے اور صفیں درست ہونے کی خبر جب تک دی جاتی تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ (امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی اس امر کا اہتمام کرتے تھے)۔

ان میں پہلی حدیث سے خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور دوسری حدیث سے خلفاء راشدین میں سے حضرت عمرؓ بن خطاب حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کا یہ تعامل اور عام عادت معلوم

ہوئی کہ وہ صفوں کی درستی کی خود بھی نگرانی کرتے تھے اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ صفیں سب درست ہو گئیں یعنی نہ صف کے درمیان میں کوئی جگہ چھوڑی گئی اور نہ آگے پیچھے رہے اس وقت تکبیر نماز کی شروع فرماتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ جبھی ہو سکتا ہے کہ جب لوگ شروع اقامت سے کھڑے ہو جائیں جیسا کہ اوپر احادیث مرفوعہ سے صحابہ کرام کی عام عادت بھی ثابت ہو چکی ہے۔ ورنہ اگر حیّ علی الصّلوٰۃ یا حیّ علی الفلاح یا قد قامت الصّلوٰۃ پر لوگ کھڑے ہوں تو اس کے بعد تسویہ صفوف کا انتظام کیا جائے تو یہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ اقامت ختم ہو جانے کے کافی دیر کے بعد نماز شروع ہو حالانکہ یہ باتفاق علماء مذموم ہے۔

مذاہب فقہاء۔

حضرات فقہاء نے اس مسئلہ بعنوان آداب الصلوٰۃ لکھا ہے اور آداب سے مراد وہ افعال مراد ہیں جن کا چھوڑ دینا کسی کراہت یا عتاب کا موجب نہیں ہوتا۔ کرنا اس کا افضل ہے، نہ کرنے والے پر بھی نکیر کرنا جائز نہیں بلکہ نکیر کرنا بدعت ہے۔ درمختار میں فصل صفۃ الصلوٰۃ سے پہلے لکھا ہے۔

"ولها آداب ترکها لا یوجب اساءۃ ولا عتابا کترک سنۃ الزوائد وفعلہ افضل"۔

اور نماز کے کچھ آداب ہیں جنکے چھوڑنے سے گناہ نہیں ہوتا اور نہ ملامت ہوتی ہے مثلاً سنن زوائد کو ترک کرنا، ہاں اس کا کرنا افضل ہے۔ اس استحباب میں مذاہب ائمہ مجتہدین امام نوویؒ نے شرح مسلم میں اس طرح لکھا ہے۔

"مذاہب الشافعیؒ وطائفۃ انہ یستحب ان لا یقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ ونقل القاضی عیاض عن مالکؒ وعامۃ العلماء انہ یستحب ان یقوموا اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ وکان انسؓ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ وبہ قال احمدؒ وقال ابو حنیفۃؒ والکوفیون یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ (نووی شرح مسلم ص۲۲۱ ج ۱)

امام شافعیؒ اور ان کے علاوہ ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے تک کسی کا کھڑا نہ ہونا مستحب ہے. قاضی عیاضؒ نے امام مالکؒ اور عامۃ العلماء سے نقل کیا ہے کہ مؤذن کے اقامت شروع کرتے وقت لوگوں کا کھڑا ہوجانا مستحب ہے اور جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا تو حضرت انسؓ کھڑے ہو جایا

کرتے تھے۔ حضرت امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دیگر اہل کوفہ نے فرمایا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت صف میں کھڑے ہو جائیں۔ اور مذہب حنفیہ کی پوری تفصیل عالمگیری اور بدائع میں حسب ذیل ہے۔

ان کان المؤذن غیر الامام وکان القوم مع الامام فی المسجد فانہ یقوم الامام والمؤتم اذا قال حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثۃ وھو الصحیح فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذالک الصف والیہ مال شمس الائمۃ السرخسی وشیخ الاسلام خواھر زادہ، وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون کما رأوا الامام ولا یقومون مالم یدخل المسجد۔ (عالمگیری ص۳۵ ج ۱)

اگر مؤذن امام کے علاوہ ہو اور مقتدی حضرات امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو امام اور مقتدی حی علی الفلاح کہتے وقت کھڑے ہو جائیں، ہمارے ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے اور اگر امام خارج مسجد ہو تو دیکھا جائے اگر امام صفوں کی طرف سے داخل ہو تو امام جس صف سے بڑھتا جائے اس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں، اسی طرف شمس الائمہ سرخسیؒ اور شیخ الاسلام خواہر زادہؒ بھی مائل ہوئے ہیں۔ اور اگر امام مقتدیوں کے سامنے سے داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں اور جب تک

مسجد میں داخل نہ ہو کھڑے نہ ہوں۔

اور بدائع میں اس تفصیل مذکور کی یہ حکمت بھی بیان فرمائی ہے کہ: لان القیام لاجل الصلوٰۃ ولا یمکن اداءها بدون الامام فلم یکن القیام مفیداً ثم ان دخل الامام من قدام الصفوف فکما رأوہ قاموا لانه کما دخل المسجد قام مقام الامامة وان دخل من وراء الصفوف فالصحیح انه کلما جاوز صفا قام ذالک الصف لانه صار بحال لو اقتدوا به جاز فصار فی حقهم کانه اخذ مکانه۔ (بدائع ص۲۰۰ ج۱)

اسلئے کہ قیام نماز ادا کرنے کیلئے ہے اور نماز ادا کرنا بدون امام کے ممکن نہیں۔ لہٰذا قیام (بغیر امام کے) مفید نہ ہوگا۔ پھر اگر امام صفوں کے سامنے سے مسجد میں داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں کیوں کہ امام مسجد میں داخل ہوتے ہی امامت کی جگہ کھڑا ہو گیا، اور اگر امام صفوں کے پیچھے سے داخل ہو تو صحیح قول کے مطابق امام جس صف سے آگے بڑھتا جائے اسی صف کے لوگ کھڑے ہوں کیونکہ امام جس صف سے آگے بڑھ گیا اُن کے حق میں اس حالت پر ہو گیا کہ اگر اسکے پیچھے اقتدار کریں تو کر سکتے ہیں، لہٰذا امام گویا ان کے حق میں اپنی جگہ پر آ گیا۔

اور مذہب مالکیہ کی تشریح خود امام مالکؒ نے جو مؤطا میں ایک سوال کے جواب میں فرمائی وہ یہ ہے:۔

متیٰ یجب القیام علی الناس حین تقام الصلوٰۃ۔ قال مالکؒ اما قیام الناس حین تقام الصلوٰۃ فانی لم اسمع فی ذالک بحد یقام له الا انی اری ذالک علی قدر طاقۃ الناس فان منهم الثقیل والخفیف ولا یستطیعون ان یکونوا کرجل واحد۔ (مؤطاء امام مالکؒ) ۔ نماز شروع ہوتے وقت لوگوں پر قیام کب واجب ہے؟ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ نماز شروع ہوتے وقت لوگوں کے قیام کے بارے میں کوئی حد (متعین) نہیں سُنی کہ اس وقت کھڑے ہوں، مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کی طاقت کے مطابق ہونا چاہیئے کیوں کہ ان میں بعض بھاری ہیں اور بعض ہلکے ہوتے ہیں اور سب ایک طرح کے نہیں ہو سکتے:

مسئلہ زیر بحث کے متعلق ائمہ اربعہ کے مذاہب کو الصدر عبارات میں آ گئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تو اقامت ختم ہونے کے بعد کھڑا ہونا مستحب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک حسب روایت قاضی عیاض شروع اقامت سے ہی کھڑا ہونا مستحب ہے، البتہ مؤطا کی تشریح سے یہ معلوم ہوا کہ کسی خاص حد پر بھی قیام واجب نہیں بلکہ لوگوں کو ان کی سہولت پر چھوڑا جائے۔ بھاری کمزور آدمی دیر میں اٹھتا ہے۔ ہلکا آدمی جلدی اٹھ جاتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے اُس وقت کھڑا ہونا چاہیئے ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ کے مذہب میں وہ تفصیل ہے جو عالمگیری اور بدائع کے حوالہ سے اوپر مذکور ہوئی کہ امام اور مقتدی اگر اقامت سے پہلے ہی مسجد میں موجود تھے تو صحیح روایت کے مطابق حی علی الفلاح پر اٹھ جانا چاہیئے اور اگر امام باہر سے آرہا ہے تو اگر وہ محراب کے کسی دروازے سے یا اگلی صف کے سامنے سے آئے تو جس وقت مقتدی امام کو دیکھیں اس وقت کھڑے ہوجائیں اور اگر وہ پچھلی صفوف کی طرف سے آرہا ہے تو جس صف سے گذرے وہ صف کھڑی ہوتی چلی جائے۔

ایک تنبیہ۔ البحرالرائق میں حنفیہ کے مذہب کی تفصیل لکھتے ہوئے جہاں یہ بیان کیا ہے کہ جب امام اقامت سے پہلے ہی مسجد میں موجود ہو تو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیئے' اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے۔

والقیام حین قیل حی علی الفلاح لانہ امر یستحب المسارعۃ الیہ۔ (بحر ص ۲۳۱ ج ۱)۔ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اسلئے افضل ہے کہ لفظ حی علی الفلاح کھڑے ہونیکا امر ہے اسلئے کھڑے ہونیکی طرف مسارعت کرنا چاہیئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن حضرات نے حی علی الفلاح پر یا قدقامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے ان کے نزدیک استحباب کا مطلب یہ ہے کہ اس امر کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے نہ یہ کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے۔ کیونکہ پہلے کھڑے

ہونے میں تو اور بھی زیادہ مُسارعت پائی جاتی ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ جن حضرات ائمہ نے حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے اُس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا استحباب کے خلاف ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے کیونکہ وہ مُسارعت الی الطاعت کے خلاف ہے۔ اِس میں غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ائمہ اربعہ (چاروں اماموں) کے مذاہب میں دو باتیں متفق علیہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ سب اختلاف محض افضلیت و اولویت کا ہے، اس میں کوئی جانب ناجائز یا مکروہ نہیں۔ اور کسی کو کسی پر نکیر و اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ اسی لئے مذاہب اربعہ کے متبعین میں کبھی اس پر کوئی جھگڑا نہیں سُنا گیا۔

دوسرے یہ کہ باجماع صحابہؓ و تابعینؒ و اتفاق ائمہ اربعہ صفوں کی تعدیل و درستی واجب ہے۔ جو نماز شروع ہونے سے پہلے مکمل ہونا چاہیے اور یہ اس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ عام آدمی شروع اقامت سے کھڑے ہو جائیں۔ بقول امام مالکؒ کوئی کمزور و ضعیف حدیث بھی کھڑا ہو تو کوئی مُضائقہ نہیں۔ جیسا کہ خلفاء راشدین اور عام صحابہ کرامؓ کا تعامُل اسی کے مطابق اوپر معلوم ہو چکا ہے۔

خلاصہ

یہ ہے کہ جس وقت امام اور مقتدی سب اقامت سے

پہلے مسجد میں موجود ہوں تو امام اعظم ابوحنیفہ رضؓ، امام احمد بن حنبل رحؒ کے نزدیک حی علی الفلاح اور قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا اور امام شافعی رحؒ کے نزدیک آخر اقامت پر کھڑے ہونا افضل ہے اور امام مالک رحؒ کے نزدیک شروع ہی سے کھڑا ہونا افضل ہے۔ اور خلفاء راشدین رضؓ اور عام صحابہ کرام رضؓ کا تعامل بھی اس پر شاہد ہے اور اسی تعامل کی بناء پر حضرت سعید بن مسیب رحؒ کا مذہب یہ ہے کہ شروع اقامت ہی سے سب کو کھڑا ہو جانا صرف مستحب نہیں بلکہ واجب ہے۔

مگر یہ امت میں کسی کا مذہب نہیں کہ امام اقامت کے وقت باہر سے آ کر مصلے پر بیٹھ جائے اور بیٹھنے کو ضروری سمجھے کھڑے ہونے والے مقتدیوں کو کھڑے ہونے سے روکے، جو کھڑا ہو اس کو برا سمجھے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ اور برا سمجھنا اور برا کہنا ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب نہیں۔ مذہب حنفیہ کی مستند روایات بحوالہ عالمگیری و بدائع اوپر گذر چکی ہیں جن کو شمس الائمہ سرخسی رحؒ اور دوسرے ائمہ حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کی کتابوں کے متون و شروح اور فتوی کی کتابوں میں بجز ایک مضمرات کی روایت کے جس کو طحطاوی نے نقل کیا ہے کسی نے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ نہیں کہا اور کیسے کہہ سکتے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضؓ

اور تمام صحابہؓ و تابعینؒ کے تعامل سے ابتداء اقامت میں کھڑا ہونا ثابت ہے۔ اور ائمہ حنفیہ میں کسی نے اس کو مکروہ نہیں کہا۔ اب رہا مضمرات کی روایت کا معاملہ اس روایت کے الفاظ طحطاوی سے یہ نقل کئے ہیں :-

واذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائماً کما فی مضمرات قہستانی۔

جب مؤذن اقامت شروع کرے اس حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ شخص بیٹھ جائے کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے۔

اس روایت کا صاف مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس صورت سے متعلق ہے جبکہ امام کے آنے سے پہلے اقامت شروع کر دی ہو جس کی ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کما مر اور اس کا لفظ لا ینتظر اس مفہوم کا قرینہ ہے کیونکہ انتظار سے مراد انتظار امام ہے۔ اس صورت میں یہ روایت تمام روایات حنفیہ اور تمام کتب حنفیہ کے مطابق بھی ہو جاتی ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ کے بھی خلاف نہیں۔ اور اگر اس کا مفہوم یہ لیا جائے کہ امام کے موجود ہونے پر اقامت کہی جا رہی ہو تو باہر سے آنے والے کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہے تو یہ خود مذہب حنفیہ کی

تمام سنن روایات اور کتب حنفیہ کے متون و شروح کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی قابل ترک ہو گی۔ اور خلاف سنت ہونے کی وجہ سے بھی۔ اور جب کہ مضمرات کی اس روایت کا ایسا مفہوم بے تکلف بن سکتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ البتہ طحطاوی نے اس کا یہ مفہوم قرار دیا جو سب متون و شروح حنفیہ سے مختلف اور سنت صحابہ کے معارض ہے۔ علامہ طحطاوی کی جلالت قدر اور علمی عظمت اپنی جگہ ہے مگر مضمرات کی روایت کا یہ مفہوم قرار دینا خود اس روایت کے سقوط کا موجب بنتا ہے۔

اور خود علامہ طحطاویؒ نے در مختار کی شرح میں وہی لکھا ہے جو اوپر عالمگیری اور بدائع کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ امام باہر سے اگر اگلی صف کی طرف سے آئے تو اس کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں اور پچھلی صفوف سے آئے تو جس صف سے گذرے وہ کھڑی ہوتی جائے۔ البتہ در مختار میں ایک اور مسئلہ یہ لکھا ہے کہ اگر امام خود ہی اقامت کہنے لگے تو مقتدی اس وقت تک نہ کھڑے ہوں جب تک کہ اقامت پوری نہ ہو جائے۔ در مختار نے یہ مسئلہ ظہیریہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور خاص مسئلہ کے تحت طحطاوی نے لکھا ہے:۔

(وبما یواخذ منہ کراھتہ تقدیم الوقوف فی البحث السابق (طحطاوی علی الدر ج ۱ ص ۲۴۵)

بسا اوقات لوگ اس سے تقدیم وقوف کی کراہت کا مفہوم نکال لیتے ہیں۔
اسکے الفاظ ربما یوخذ سے خود اس کراہت کے مفہوم کے ضعف کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس مفہوم کو طحطاوی نے بھی اپنی طرف منسوب کر کے نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ بعض لوگ اس سے یہ مفہوم مراد لیتے ہیں۔

حاصل یہ کہ تمام کتب حنفیہ میں سوا ایک روایت مضمرات قہستانی کے الفاظ مشکوک ہیں اُن کا وہ مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے جو جمہور سلف اور تمام کتب حنفیہ کی تصریحات کے مطابق ہے۔ اور دوسرا مفہوم کراہت تقدیم بھی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر روایت مضمرات کا یہی مفہوم لیا جائے تو وہ ائمہ مذہب کی تصریحات اور تمام متون و شروح حنفیہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے قابل ترک ترتی ہے۔

خلاصہ کلام سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل پھر خلفاء راشدین، مذکور الصدر تصریحات اور جمہور صحابہ رض و تابعین رح کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ ان حضرات کا معمولی دستور یہی تھا کہ امام جب مسجد میں آجائے تو اول اقامت سے ہی سب لوگ کھڑے ہو کر صفوف کی درستی کرلیں اور جس صورت میں امام پہلے سے محراب کے قریب بیٹھا ہوا اس میں بھی حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو مستحب کہنا با ایں معنی ہے کہ اس کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے کیونکہ مسارعت الی الطاعت کے خلاف ہے نہ یہ کہ اس سے

پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے۔ کیونکہ اس میں تو مسارعت اور زیادہ ہے اور یہ کہ جو طریقہ بعض مسجدوں میں اختیار کیا جاتا ہے کہ اقامت کے وقت امام باہر سے یا مسجد کے کسی گوشہ سے چل کر آئے اور آکر مصلّے پہ بیٹھ جائے اور اس بیٹھنے کو اس درجہ ضروری سمجھے کہ جو لوگ پہلے کھڑے ہوں ان کو بھی بیٹھ جانے کی تاکید کرے، جو نہ بیٹھے اس پہ طعن کرے یہ امت میں کسی امام و فقیہ کا مذہب نہیں۔ خالص بدعت ہے۔

تنبیہ۔ یہ تفصیل مسئلے کی اصل حقیقت واضح کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ اور آخری طریقہ جو جمہور ائمہ فقہائے کے خلاف ہے وہ اگرچہ مذموم ہے مگر مسلمانوں میں باہمی جھگڑا اور جنگ و جدال اس سے زیادہ مذموم و منحوس ہے۔ اس لئے اس پر بھی کسی سے جھگڑنا مناسب نہیں۔ ہمدردی، خیر خواہی اور نرمی کے ساتھ مسئلے کی حقیقت ایسے لوگوں کو بتا دیں جن سے امید قبول کرنے کی ہو ورنہ سکوت (خاموشی) بہتر ہے۔ خود اپنا عمل سنت کے مطابق رکھے دوسروں سے تعرض نہ کرے۔

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالیٰ اَعْلَمُ ،

نقل استفتاء و جواب از مفتی عبد القادر صاحب فرنگی محل لکھنؤ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ :-

۱؎ ایک جماعت اس بات پر بہت زیادہ زور دیتی ہے کہ نماز میں مقتدی شروع اقامت سے نہ کھڑے ہوا کریں بلکہ مکبر جب حی علی الفلاح پر پہونچے اس وقت کھڑے ہوا کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے اور جو شروع اقامت سے کھڑے ہوتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور ان سے بائیکاٹ کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ کھڑے ہونے میں صفیں ٹھیک سے درست نہیں ہو پاتی ہیں۔ حتی کہ امام جب قراءت میں مشغول ہوتا ہے اس وقت تک لوگ صفیں درست کیا کرتے ہیں صفوں کا درست کرنا زیادہ بہتر ہے یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا ؟

۲؎ علماء فرنگی محل کا کیا عمل ہے، شروع اقامت پر کھڑے ہوتے ہیں یا حی علی الفلاح پر ؟

۳؎ علماء دیوبند کیا واقعی اہلسنت جماعت سے خارج ہیں اور انکے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ مفصل جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں

المستفتی شبیر احمد غفرلہ انبیا ٹھوک ۲۵/۲؍ ھ

هو المصوب ۹۹۲ ۔ امام جب اپنے مصلے پر نماز پڑھانے کھڑا ہو تو
مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے خواہ اقامت شروع کی گئی ہو یا شروع نہ
کی گئی ہو۔ عمداً امام اور مقتدیوں کا اس لئے بیٹھا رہنا کہ جب اقامت میں
حی علی الفلاح کہا جاوے تو قیام کیا جاوے یہ ثابت نہیں ہے۔ البتہ اگر امام
اور مقتدی بیٹھے ہوں اور تکبیر شروع کر دی جائے تو بہتر یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ
یا حی علی الفلاح پر قیام کیا جائے (یعنی اسوقت تک ضرور کھڑا ہو جانا چاہیے)۔
تاکہ اقامت کہنے کی اجابت عمل سے بھی ہو جائے۔ ہمارے اکابر جب مصلے پر نماز
پڑھانے کھڑے ہو جاتے تھے تو مؤذن اقامت کہتا تھا۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے
کہ اگر حی علی الفلاح کہنے پر قیام نہ کیا جائے یا اس سے پہلے بیٹھا نہ
جائے تو اس پر گناہ ہے۔ واللہ اعلم۔

علماء دیوبند سنی حنفی ہیں اور ان کے پیچھے نماز درست ہے

محمد عبدالقادر فرنگی محل لکھنؤ
مدرسہ عالیہ نظامیہ

مہر عبدالقادر رضا

۲۴ ستمبر ۱۹۵۵ء

جون ۱۹۷۸ء
مطبوعہ نوری پریس بہرائچ